© rasailojaraid.com

ناناراؤ پیشوا

(از جناب مفتی انتظام اللہ صاحب شہابی اکبرآبادی)

ناناراؤ پیشوا کا نام مہاراجہ دھندو پنت تھا۔ مرہٹہ سردار مادھو نرائن راؤ بھٹ کے صاحبزادے تھے پیشوا خاندان سے تعلق تھا۔

ویلزلی ہندوستان آیا تو اس کا مقصد یہ تھا کہ یہاں کے حکمرانوں کو کمزور کر دیا جائے تاکہ انگریزی طاقت سے ٹکر نہ لے سکیں۔

اس نے "عہد معاونت" مدد کا طریقہ اختراع کیا جو راجہ اسے قبول کر لے وہ ہمیشہ کے لئے ختم اور جو نہ قبول کرے اسے انگریزی فوج کشی مگر اس کا مطلب دکھاوے کا یہ تھا کہ جو حکمران اسے قبول کرے انگریز اس کے معاون ہوں گے فوجی مدد دیں گے۔ دشمن کا مقابلہ ہو یا خود ملک کے اندر چپقلش یا بغاوت۔ اس مدد کے بدلے حکمران کا فرض تھا کہ وہ ملک کا بڑا حصہ کمپنی کو نذر کرے اور معاون انگریزی فوج اپنے ملک میں رکھے اگر مدد قبول کرانے والوں میں جھگڑا ہو تو کمپنی پنچ بنے گی اور اس کا فیصلہ ماننا پڑے گا وغیرہ یہ تھا لارڈ ولزلی کا جال ٹیپو سلطان کے سامنے یہ جال پھینکا گیا مگر اس نے اپنی جان پر کھیلنا گوارا کیا اگر نظام اور مرہٹہ ولزلی کا ساتھ نہ دیتے تو ٹیپو سلطان فرنگیوں کو خلیج بنگال میں ڈھکیل چکا تھا۔ پھر اپنوں کی غداری سے سلطان میدان جنگ میں کام آیا نظام انگریز کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دوست بن چکے تھے مرہٹوں کی خلش ولزلی کو راتی تھی۔ اس وقت باجی راؤ پیشوا مرہٹوں کا سردار تھا ولزلی کے ارادے نے مرہٹوں کو فکر مند کیا وہ متفقہ تقدیر آزمائی پر آمادہ ہوگئے مگر مہاراجہ گائیکواڑ اور ہلکر شریک نہ ہوئے۔ انگریزوں نے پیشوا پر حملہ کیا مہاراجہ دولت راؤ سندھیا پیشوا کی مدد کو آیا مہاراجہ ہلکر انگریزوں سے جا ملا نتیجہ یہ ہوا کہ پیشوا اور سندھیا شکست کھا گئے اور مجبوراً "عہد معاونت" قبول کرنا پڑا باجی راؤ جب پونا پہنچا تو اس کا مزہ چکھنا پڑا پھر اس نے کروٹ لی ولزلی کا پھندا گردن سے نکالنا چاہتا تھا سندھیا نے بھونسلہ کو مدد کے لئے پونا بلایا۔ مگر فوج کے افسر یورپی تھے ولزلی نے پوری قوت مرہٹوں کے مٹانے کے لئے لگا دی کی مقابلہ ہوا یورپین افسر نمک حرامی کر گئے نتیجہ مرہٹوں کی شکست تھا ۱۸۰۳ء میں سندھیا اور بھونسلہ نے انگریزوں سے صلح کر لی ۱۸۱۸ء میں باجی راؤ سرجان میلکم کی سپردگی میں آ گئے اور پونا چھوڑ کر بٹھورا کانپور میں اقامت پذیر ہوئے ۸ لاکھ روپیہ پنشن مقرر ہوئی باجی راؤ کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی اس نے اپنے عزیز مادھو نراین راؤ بھٹ کے صاحبزادے دھوندو پنت کو گود لے لیا مادھو نرائن کا وطن "پرہم ورتا" تھا دھوندو پنت کی عمر ۲½ سال کی تھی۔[1]

باجی راؤ نے ان کو متبنیٰ کیا اور رسوم بھی ادا کی گئیں نام نانا راؤ رکھا گیا۔

<u>تعلیم و تربیت</u> باجی راؤ نے نانا راؤ کو اعلیٰ تعلیم دلائی انگریزی میں معقول استعداد تھی کتب بینی کا بڑا شوق تھا تاریخ سے دلی لگاؤ تھا۔

عالم اوائل عمری میں انگریز حکام سے گہرے تعلقات تھے بڑے بڑے ڈنر ان کے یہاں ہوتے اور افسران ان میں شرکت کرتے۔[2]

---

[1] کانگریس کے ساٹھ سال صفحہ ۸۸ [2] مسلمانوں کا روشن مستقبل

© rasailojaraid.com

۱۸۵۰ء میں باجی راؤ نے نانا راؤ کو اپنا گدی نشین کیا اس کے ایک سال بعد ۱۸۵۱ء میں وہ انتقال کر گئے یہ زمانہ لارڈ ڈلہوزی کا تھا۔ نانا راؤ کے کلکٹر کانپور ملنے والے تھے انھوں نے عظیم اللہ خاں کی تعریف کی چنانچہ نانا صاحب نے ان کو بلایا کچھ عرصہ میں تعلقات بے حد قایم ہو گئے

عظیم اللہ خاں کانپور مشن کالج میں مدرس تھے۔ یہ تھے غریب گھرانہ کے جس انگریز کے یہاں ان کے باپ ملازم تھے اس نے ان کا رجحان طبیعت دیکھ کر مشن اسکول میں داخل کرا دیا تھا۔ ماسٹر گنگا دین وہاں مدرس تھے ان کی توجہ بھی زیادہ ہونے لگی محمد علی خاں جمی گرین ہم سبق تھے فارغ التحصیل ہو کر کالج میں ہی منسلک ہو گئے[1] عظیم اللہ خاں کو نوکری چھڑوا کر اپنی ریاست کا سرکار کر دیا۔

پنشن کی ضبطی لارڈ ڈلہوزی نے جہاں ریاستیں ضبط کیں وظائف پر بھی ہاتھ مارا نانا صاحب کو متبنیٰ تسلیم ہی نہیں کیا اور پنشن باجے راؤ کی ضبط کر لی ۸ لاکھ روپیہ کی کمی کا اثر نانا صاحب نے بہت لیا عظیم اللہ خاں نے یہ تجویز نانا راؤ کے سامنے رکھی کہ میں انگلستان جا کر ڈائرکٹران کے سامنے لارڈ ڈلہوزی کا ظالمانہ حکم سامنے رکھوں گا امید ہے وہاں ہماری استدعا منظور ہو جائے چنانچہ نانا صاحب نے ۵ لاکھ روپیہ اور اپنے بھائی بالا صاحب گوکھلے اور محمد علی خاں عرف جمی گرین کو عظیم اللہ خاں کے ساتھ انگلستان روانہ کیا یہ جب وہاں پہنچا شاندار ہوٹل میں مقیم ہوا اور بڑے پیمانہ پر دارالامرا کے لارڈس کی دعوتیں کیں اور روپیہ مثل پانی کے بہایا مشہور وکیل کیے گئے ان کے رئیسانہ ٹھاٹ نے "انڈین پرنس" کے نام سے شہرت عظیم اللہ کو دی۔

---

[1] جمی گرین (مصنف علیگڑھ)

۱۸۴۱۵

© rasailojaraid.com

عظیم اللہ خاں ایک حسین افغانی تھا جوان العمر امرائے انگلستان کی صاحبزادیاں جھک پڑیں خط و کتابت ہونے لگی یہ دامن بچا گیا۔ اس زمانہ میں ستارہ کے راجہ کی کی طرف سے رنگو جی باپو جی آئے ہوئے تھے وہ بھی ناکامیاب ہوئے اور عظیم اللہ کی تمام مساعی خاک میں مل گئیں ۵ لاکھ روپیہ برباد گیا عظیم اللہ براہ قسطنطنیہ ہندوستان ۱۸۵۵ء میں روانہ ہوا قسطنطنیہ میں کچھ عرصہ قیام کیا وہاں سے کریمیا گیا ان دنوں وہاں روس اور انگریزوں میں جنگ ہو رہی تھی ۱۸ جون ۱۸۵۵ء کو انگریزوں نے حملہ کیا شکست یاب ہوئے یہ کریمیا میں لندن ٹائمس کے نامہ نگار سر ولیم ہاورڈ رسل کے خیمہ میں مقیم تھے[1] وہاں سے لوٹ کر قسطنطنیہ آئے جس ہوٹل میں ٹھہرے چند روسی افسران بھی مقیم تھے۔ ان سے تبادلہ خیالات ہوا۔ انھوں نے کہا تم انگریزوں کا بچہ ہندوستان سے کیوں نہیں کاٹتے اگر انقلاب کی تیاری کرو ہماری حکومت ساتھ دے گی۔ چنانچہ ان کی رضامندی دیکھتے ہوئے کچھ روسی پیچھے لگ گئے ایک نے ہندوستان آکر اپنا نام عبداللہ بیگ رکھا عظیم اللہ اور محمد علی خاں روہیلکھنڈی ہندوستان واپس آئے مگر روسیوں کی باتوں کا اثر لئے ہوئے تھے نانا راؤ سے تمام روداد سفر بیان کی نانا کو پنشن کے بند ہونے کی اور انگریزوں کی بے انصافی کی خلش تھی ہی وہ عظیم اللہ کے ہم رائے ہو گئے اور کمپنی کے راج کو سرزمین ہند سے کھونے کے درپے ہوئے[2] رنگو جی باپو جی ستارا واپس آیا اس نے اپنے علاقے میں انگریز کے خلاف زہر اگلنا شروع کر دیا۔

انگریزی بیزاری کا سبب | انگریز نے جنگ پلاسی کے بعد سے روپیہ کی لوٹ کھسوٹ اور انگلستان کی صنعت کو فروغ دینے کے لئے ہندوستانی صنعت کی پامالی۔ یا سونا

---

[1] دی وار آف دی کریمیا از ولیم رسل [2] محمد علی خاں جمی گرین مصنف عبدالمنیر صفحہ ۱۴۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا الحاق اس سے بڑھ کر ہندو مسلمانوں کے مذہبی رسوم میں مداخلت ہندوستان افلاس کا شکار تو ہو چکا تھا ایک لے دے کے مذہب رہ گیا تھا اس پر بھی ڈاکہ ڈلنے لگا عیسائی مشنریوں نے رسائل بازی شروع کر دی ہر مذہب پر حملہ کرنے لگے ہندو مذہب کے خاتمہ کے خواب نظر آنے لگے خیال یہ تھا اگر یہ لوگ عیسائی ہو گئے تو ہندوستان کا دوامی پٹہ انگلستان کے حق میں ہو جائے گا مسلمانوں سے حکومت لے چکے تھے اور ان پر عتاب کی نظر تھی بھی زیادہ بلکہ بقول گارسان وتاسی

"جامع مسجد دہلی کو گرجا بنانے کے منصوبے ہو رہے تھے"

عیسائی منادوں سے علماء بھڑ پڑے رسالہ بازی کا جواب رسالہ سے دینے لگے مسلمانوں میں انگریز سے منافرت دن بدن بڑھنے لگی ہندو پنڈتوں نے بھی اپنی مقدس کتابوں سے انگریز کے خلاف اشلوک پیش کرنا شروع کیا[1]

مولوی احمد اللہ شاہ دلاور جنگ (نواب چیناپٹن مدراس کا لخت جگر) نے تاج وتخت کو چھوڑ کر کوچہ فقر میں قدم رکھا پیری مریدی کا شغل اختیار کیا اور سیاحت پر کمر باندھی گوالیار آکر محراب شاہ قلندر سے خلافت لی اور نصاریٰ سے جہاد کی اجازت لے کر دلّی آئے یہاں مفتی صدرالدین خاں آزردہ سے مل کر آگرہ گئے مفتی انعام اللہ خاں بہادر گوپاموی وکیل صدر نظامت کے یہاں مقیم ہوئے ان کا گھر علماء کا مرکز تھا مجلس علماء کی تشکیل کی وعظ اور تذکیر کا سلسلہ جاری کیا مسٹر سوزیٹ فرانسیسی مبلغ عیسویت شاہ صاحب کے ہمنوا ہو گئے بابو بینی پرشاد وکیل الہ آبادی معتقد تھے بقول مولوی فضل احمد منگلوری دس دس ہزار ہندو مسلمان شاہ صاحب

---

[1] تاریخ بغاوت ہند

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے وعظ میں شریک ہوتے آگرہ سے کانپور آئے عظیم اللہ خاں ان سے ملے پھر لکھنؤ ہو کر فیض آباد گئے۔

جی ڈبلو فارسٹر "انڈین میوٹنی" میں چارلس نال کے حوالہ سے لکھتا ہے

"اودھ کے باغیوں کی تجاویز اور سازش کی تحقیقات کی گئی تو معلوم ہوا اس مولوی کو انگریز حکام بحیثیت احمد شاہ فقیر اور صوفی عرصہ سے جانتے تھے شمالی مغربی صوبہ جات میں ظاہرہ مذہبی تبلیغ کی خاطر پھر چکے تھے لیکن فرنگیوں کے لئے یہ رازہی رہا ہے سفر کے دوران میں ایک عرصہ تک وہ آگرہ میں مقیم رہا حیرت انگیز اثر شہر کے مسلم باشندوں پر تھا شہر کے مجسٹریٹ ان کی جملہ نقل و حرکت پر نظر رکھتے تھے عرصہ بعد اس کا یقین ہوا کہ وہ برطانوی حکومت کے خلاف ایک سازش کر رہے ہیں۔ لیکن پھر بھی ان کو کسی باغیانہ جرم میں ملوث نہ پایا گیا وہ آزاد رہے اور لکھنؤ اور فیض آباد گئے جس وقت ۱۸۵۷ء کی بغاوت رونما ہوئی ...... ایک طاقت ور فوج کے سپہ سالار بن گئے۔"

اسی طرح ہندوستان میں اور حضرات بھی انگریز کے خلاف عوام کو تیار کر رہے تھے اس کا اثر سرکاری ملازمین پر بھی پڑ رہا تھا۔

نانا راؤ اور عظیم اللہ نے وقت کا اندازہ کر کے بٹھور میں ایک جماعت کی تشکیل کی جس میں مرہٹہ سردار تانتیا ٹوپی، منیا بائی۔ تانتیا ٹوپی کے والد سری پانڈورانگ راؤ بہٹ اور البرٹ میکسر فرانس کا جرائم پیشہ اور مسٹر گارڈن اور مولوی عبداللہ عبدالصمد اور مسلاۃ عظیما وغیرہ شریک ہوئے میکسر انگریزی فوج میں ملازم تھا مگر وہ برٹش حکومت کا تختہ الٹ کر پھر فرانس کا اقتدار ہندوستان پر قائم کرنے کے خواب دیکھ رہا تھا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نانا راؤ نے مرہٹوں اور مسلمانوں کی سادھو اور فقرا کی صورت میں ٹولیاں کانپور سے پونا تک بھیجی شروع کردیں خود نانتیا ٹوپی جوگیانہ لباس میں طوفانی دورا کرتے ہوئے افواج سرکاریں بددلی پھیلا آئے ادھر عظیم اللہ خاں نے رجواڑوں اور نوابوں کے پاس سفیر روانہ کئے۔ نانا صاحب اور عظیم اللہ نے جاترا کے نام سے ملک کا دورا کیا۔ واجد علی شاہ سے ملے وہ تو کانوں پر ہاتھ رکھ گئے۔ البتہ علی نقی خاں ہمنوا تھے۔ دلی گئے نانا صاحب خود بادشاہ سے ملے مگر انہیں سکت نہ تھی مگر نانا صاحب اور عظیم اللہ ہمت نہ ہارے۔ مولوی احمد اللہ شاہ سے مشورہ ہو چکا تھا بغاوت کی اسکیم مرتب ہو گئی ملک اغاز ۱۸۵۷ء میں مثل بارود بن چکا تھا شتابہ کی دیر تھی بارک پور میں فوجی سپاہی منگل پانڈے نے انگریزی اقتدار کے خلاف آواز اٹھائی فوجی آئین کی رو سے اس کو گولی کا نشانہ بنا پڑا ہمراہی برخواست کردئے گئے اس واقعہ سے افواج سرکاری میں ہیجان پیدا ہو گیا اس کے بعد میرٹھ میں فوجی کمانڈر کی وجہ سے فوج بگڑ گئی شعلے بھڑک اٹھے دور دور اس کی لپٹیں پہونچیں۔ دلی۔ لکھنو۔ کانپور نے دیکھ اثر لیا مولوی احمد اللہ شاہ فیض آباد میں گرفتار کئے گئے تھے چھوٹ کر لکھنو آئے اور نصف علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ اور نواب واجد علی شاہ کے صاحبزادے مرزا برجیس قدر بہ نگرانی حضرت محل تخت پر بٹھادئے گئے راجہ جواہر سنگھ راجہ مان سنگھ نواب ممو خاں کی کارفرمائی کو دخل تھا۔

کانپور منشی رسول بخش کاکوروی جو تحریک انقلاب کے ایک رکن تھے ان کی کارگذاری کی اطلاع مسٹر کارنگی کو مل گئی دھوکہ سے بلاکر معہ ۲۲ نفوس کے پھانسی پر چڑھا دیا لکھنو سے کانپور خبر پہنچی تیسرا رسالہ جس کے ساتھ توپ خانہ تھا وہ غصہ سے بے تاب ہو گیا اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بنگلے حکام کے نذر آتش کئے اب اس کے ساتھ شہر کے انقلابی شریک ہو گئے۔ انقلابی تحریک کچھ قبل بہت پچھلی ملک کو تیار ہو چکا تھا مگر بعض علاقے ہموار نہیں ہوئے تھے جس کا اثر بعد میں برا پڑا۔

سرکاری فوج جو حریت نواز ہو چکی تھی سیدھی کانپور سے بٹھور پہونچی وہاں سب سردار جمع تھے اس واقعہ کے گذرنے سے ان کی اسکیم میں کمزوری واقع ہو گئی تھی مشورے ہو رہے تھے کہ فوج نے جاتے ہی نانا راؤ پیشوا کو سلامی دی۔ اور تخت نشین کیا۔ ایک کانسل کی تشکیل ہوئی۔ عظیم اللہ خاں۔ تانتیا ٹوپی۔ بینا بائی۔ میکسر فرانسیسی بالا صاحب گوکھلے وغیرہ۔ نانا صاحب نے اس وقت دربار کیا۔ عظیم اللہ خاں نے تمام ہندوستان کا راجہ نانا صاحب کو قرار دیا اس رائے کو ہر ایک نے بطیب خاطر منظور کیا دوسرے دن نانا صاحب تزک و احتشام کے ساتھ کانپور رونق افروز ہوئے اور عظیم الشان دربار کیا گیا تمام عمائد شہر اور فوجی افسران شریک دربار ہوئے عظیم اللہ خاں دیوان بنائے گئے۔ نانا صاحب نے سبز جھنڈا لہرایا اور تقریر فرماتے ہوئے کہا کہ

بہادر شاہ دہلی کا یہ جھنڈا ہے اور میں ان کا نائب ہوں بادشاہ ہمارے وہی ہیں۔ دربار میں سناٹا چھا گیا عظیم اللہ کی منشار کے خلاف نانا صاحب کا عمل تھا عظیم اللہ اور تانتیا ٹوپی تمام ہندوستان میں پیشوا کا راج چلوا رہے تھے مگر وقت کا لحاظ کر کے خاموش ہو گئے اور ایک تقریر معرکہ کی کی دربار میں ہر شخص جانبازی اور سرفروشی کے لئے تیار ہو گیا نانا صاحب نے فوج کا وزیر جنگ تانتیا ٹوپی کو مقرر کیا اور ان کی نائب منیا بائی تجویز ہوئیں بارہ ہزار فوج سوار پیدل مع توپ خانہ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئی۔[1]

---

[1] تاریخ کانپور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کانپور کی سرکاری فوج کا کمانڈر جنرل ویلر تھا وہ یہ رنگ دیکھ کر اسپتال میں قلعہ بندی کر کے بیٹھ گیا - میناباتی فوج کو لے کر حملہ آور ہوئی ۲۰ دن متواتر مقابلہ ہوتے رہے انگریزی فوج کو سخت نقصان اٹھانا پڑا[1] آخرش جنرل ویلر نے میناباتی سے کہا ہم ہتھیار ایک شرط پر ڈالنے کو تیار ہیں کہ ہم سب انگریزوں کو الہ آباد جانے دیا جائے میناباتی نے تانتیا ٹوپی سے کہا اور عظیم اللہ خاں سے مشورہ ہوا پھر نانا صاحب کی خدمت میں یہ مسئلہ پیش ہوا چنانچہ افسران نانا راؤ اور جنرل ویلر میں عہد و میثاق ہوا ویلر معہ دیگر انگریزوں کے کشتیوں پر سوار کر دیئے گئے جنرل ویلر کی کشتی آگے بڑھی مگر فوجی افسروں کو یہ صورت ناگوار گذری ادھر باما صاحب گو کھلے اور البرٹ میکسر اور نانا صاحب کی داشتہ عظیما جوالا پرشاد نے کشتیوں پر توجیوں سے بندوقوں کی باڑ لگوادی۔ عظیم اللہ خاں نے اپنی وعدہ خلافی کا بڑا اثر لیا اور وہ نانا صاحب سے بگڑ بیٹھے۔ جو انگریز بچ سکے وہ الہ آباد چلے گئے۔

کانپور میں نواب محمد علی خاں عرف ننھے نواب قرابت دار نواب معتمد الدولہ جو انگریز سے گٹھے ہوتے تھے ان کا گھر لوٹ لیا گیا۔ پھر شہر میں امن قایم ہو گیا مرہٹہ سردار تانتیا ٹوپی رانی جھانسی کی امداد کے لئے گئے نانا صاحب بٹھور میں مقیم ہو گئے اور انگریز کی طرف سے ان کو غفلت سی رہی۔ کامیابی پر محفل رقص و سرود نے انگریز کو موقعہ دے دیا چنانچہ جنرل سر ہنری ہیولاک اور جنرل سر جیمس اوٹرم فوج گراں لے کر بٹھور پر حملہ آور ہوا۔ جاں نثاروں معرکہ میں زیادہ کام آتے نانا صاحب کو عنان ہزیمت ہاتھ میں لینی پڑی اور مقابلہ سے ہٹ گئے مگر ان کا خاندان محلات

---

[1] تاریخ بغاوت ہند

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھٹور میں گھر گیا۔ نانا راؤ گنگا سے اتر کر فتح پور چوراسی پہنچے اور مقیم ہو گئے تا دم میدان خالی پاکر انگریزی فوج نے بھٹور پر قبضہ جما لیا لوٹ شروع ہوئی محلات کو توپوں سے اڑا دیا جو اس میں تھے وہ بھی خطرے میں مبتلا ہوئے مینا بائی کو گرفتار کر لیا اور محلات میں آگ لگا کر اس میں جھونک دی گئی۔ جنرل ہیگ نے تین ہزار انقلابیوں کو دار پر چڑھا دیا۔[1]

نانا راؤ نے نواب عالیہ حضرت محل والدہ نواب برجیس قدر بہادر کے پاس لکھنؤ اپنا وکیل روانہ کیا نواب عالیہ نے راجہ جے لال سنگھ کلکٹر کو حکم دیا کہ ۱۲ اونٹ اور ۲۹ چھکڑے ۔ ۱ گاڑیاں پچیس ہاتھی لے کر فتح پور چوراسی جاؤ اور نانا صاحب کا احترام اور ان کا حفظ مراتب کا لحاظ رکھتے ہوئے لکھنؤ لے آؤ چنانچہ نانا صاحب ۲۴ ذی الحجہ ۱۲۷۳ھ کو لکھنؤ میں داخل ہوئے ۱۱ ضرب توپ کی سلامی دی گئی ۔۔۔ ۲۵ ہزار روپیہ دعوت کے اور خلعت قبائے زریں شمشیر و سہ مالائے مروارید نورتن۔ مرصع۔ دوشالہ رومال۔ ۱ اسپ مع ساز نقرہ مع ہودج نانا راؤ کی خدمت میں حضرت محل کی جانب سے نذر کیا گیا۔[2]

نانا راؤ سے عظیم اللہ خاں آکر ملے پھر مولوی احمد اللہ شاہ کے کیمپ میں نانا صاحب گئے شاہ صاحب کے یہاں کا دربار جانبازوں اور سرفروشوں کی محفل تھی نانا صاحب کو شاہ صاحب نے گلے سے لگایا اور پہلو میں جگہ دی۔ جنرل بخت خاں اور شہزادہ فیروز شاہ سے بھی ملاقات ہوئی پھر نانا صاحب بریلی میں نواب خان بہادر خاں کے پاس گئے۔ ممو خاں کی تلون مزاجی سے حضرت محل نے لکھنؤ چھوڑا شاہ صاحب

---

[1] قیصر التواریخ حصہ دوم صفحہ ۲۰۱ [2] ایضاً

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھی ہٹ کر شاہجہاں پور پہنچ گئے یہاں نواب قادر علی خاں ناظم شہر نواب بہادر خاں کی طرف سے تھے

نواب تفضل حسین خاں رئیس فرخ آباد جنرل اسمٰعیل خاں یہاں آ گئے شاہ صاحب نے تمام منتشر فوج کو پھر یکجا کیا ۲۸ راپریل ۱۸۵۸ء کو بجپورہ کے قریب انگریزی فوج سے سخت مقابلہ کیا سر کالن کمپل جو لکھنؤ میں شاہ صاحب سے شکست کھا چکا تھا وہ فوج گراں سے کر شاہجہاں پور آ گیا سب کے مشورہ سے محمدی پور کی گدی پر قبضہ کیا اور حکومت قائم کی فوج کے جنرل بخت خاں مقرر ہوتے۔ قاضی سرفراز علی گورکھپوری قاضی القضاۃ مقرر کیے گئے نانا راؤ پیشوا دیوان اور شاہزادہ فیروز شاہ وزیر اور کونسل میں ڈاکٹر وزیر خاں نواب تفضل حسین خاں نواب ممو خاں مولوی عظیم اللہ خاں مولوی لیاقت علی الہ آباد نواب خان بہادر خاں وغیرہ تھے سکہ مضروب ہوا۔

سکہ زد بر ہفت کشور خادم محراب شاہ ۔۔۔ حامی دین محمد احمد اللہ بادشاہ[1]

مگر شاہزادہ فیروز شاہ اور شہزادہ مرزا کوچک برادر اور ظفر بہادر نے چمیگوئیاں شروع کر دی تھیں فیروز شاہ خود بادشاہت کے خواب دیکھ رہے تھے یہاں بھی دو ملاؤں میں مرغی حرام ہو گئی حضرت محل برجیس قدر کو لیکر نیپال گئی ممو خاں چلتے ہوئے شاہ صاحب اپنے مرید راجہ بلدیو سنگھ رئیس پوائیں کی دعوت پر پوائیں گئے دھوکے سے نہتھا پر گولیاں برسائی گئیں یہ ۵ر جون ۱۸۵۸ء کا واقعہ تھا[2]

ڈاکٹر وزیر خاں اور شاہزادہ فیروز شاہ سندیلہ گئے تمام ساتھی منتشر ہو گئے

---

[1] قیصر التواریخ حصہ دوم [2] غدر کے چند علماء صفحہ ۱۰۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تانا راؤ اور عظیم اللہ بھی نیپال کی طرف چلتے ہوئے گورنمنٹ نے گرفتاری کا انعام مقرر کیا چند مشکل مرہٹے شب میں پکڑے گئے اور پھانسی پر لٹکا دئے گئے نانا راؤ پیشوا اور عظیم اللہ نیپال کی ترائی میں ۱۸۵۹ء تک لوگوں کو نظر آئے۔[1]

نانا راؤ کے حالات انگریز مورخین نے بھدے لفظوں میں بڑھا چڑھا کر لکھے ہیں۔ جیسی کہ گارسان دتاسی اپنے خطبات میں ایک جگہ کہتا ہے۔

"غدر کے جگر خراش اور اندوہ گیں مناظر کے بڑے بانیوں میں نانا صاحب ایک تعصب کی آگ میں بجھا ہوا ہندو تھا یہ شخص پیشوا باجی راؤ کا لے پالک (متبنیٰ) تھا نانا صاحب نے بٹھور میں سکونت اختیار کر لی تھی یہ مقام کانپور کے پاس ہے سنا ہے کہ یہ خونخوار انسان انگریزی تقریر و تحریر میں ید طولیٰ رکھتا تھا اس شخص نے شکسپیر کے مشہور ڈرامہ ہملٹ کا ترجمہ بھی کیا تھا۔"[2]

مگر ذمہ دار برطانوی مورخوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ نانا صاحب کا ان واقعات سے کوئی تعلق نہ تھا جو کچھ وہ اپنا ملک انگریز سے نکالنے اور بچانے کے لئے کیا چنانچہ گیرٹ اور تھامپسن کی مشہور تصنیف ہندوستان میں برطانوی حکومت کا عروج اور تکمیل" میں یوں لکھا ہے

"کانپور میں بچوں اور عورتوں کا قتل ایک مجنونانہ فعل تھا لیکن اس کا باغی فوجیوں سے کوئی تعلق نہیں تھا اور نہ ہی ان افواہوں کی تصدیق ہو سکی ہے کہ عورتوں پر مظالم اور عصمت دری کے واقعات ہوئے حقیقت

---

[1] بغاوت ہند حصہ دوم صفحہ ۱۹۲ [2] خطبات گارسان دتاسی صفحہ ۲۲۶

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ ہے کہ اس قسم کی کوئی شہادت نہیں ملتی معلوم ہوتا ہے کہ یہ قتل عام دہشت زدگی پھیلانے یا خود اپنے ہاتوں کیا گیا ہو اصل واقعہ یہ ہے کہ یہ سب کچھ ان وحشیانہ سزاؤں کے بعد ہوا جو اگینارڈ کے سنتریوں نے الہ آباد اور بنارس میں ہندوستانی فوجیوں کو دیں۔"

وفات نیپال کی ترائی میں نانا صاحب نے اواخر ۱۸۵۹ء میں انتقال کیا۔[1]

---

[1] قیصر التواریخ جلد دوم صفحہ ۲۴۸

علمارِ حق

حصہ اول اس حصہ میں ان تمام علمارِ امت کے مفصل حالات زندگی اور کارنامے درج ہیں جنہوں نے ۱۸۵۷ء کے جہادِ آزادی سے لے کر تحریک دار العلوم دیوبند تک ۔ وطن و ملت کی آزادی کے لئے جدوجہد کی اور اس راہ میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔

یہ حصہ ۱۶۵ عنوانات اور ۳۰۴ صفحات پر مشتمل ہے ۔

حصہ دوم اس حصہ میں دوسری جنگ عظیم سے لے کر مہاتما گاندھی کی قربانی تک کے تمام سیاسی حالات اور اس دوران میں جن علمارِ حق نے آزادی وطن اور اس کے بعد ملک میں قیام امن و اتحاد کے لئے انتھک کوششیں کی ہیں ان کا مفصل تذکرہ درج ہے

قیمت حصہ اول ۳۰۴ صفحات مع خوبصورت گردپوش ~~۴/-~~ ۴/۸

قیمت حصہ دوم ۲۳۶ ~~۳/-~~ ۳/۸

مکتبہ برہان اردو بازار جامع مسجد دہلی

© rasailojaraid.com